REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT. NO R.N 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd. No P/GDP—3.

جلد ۲۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب مدیران:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۴۱

شرح چندہ

سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

The Weekly BADR Qadian PIN. 143516.

۱۴ر شوال ۱۳۹۹ ہجری — ۷ر اخاء ۱۳۵۸ ہش — ۷ر اکتوبر ۱۹۷۹ء

اخبارِ احمدیہ

• سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۹ کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور انور کی صحت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور انور کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور کامیاب و کامران بعافیت مرکز سلسلہ میں مراجعت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

• سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی بوجہ ضعف بہت کمزور ہیں سیدہ ممدوحہ کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔

• حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان مع درویشان کرام بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ

• محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ

انسان خدا کی راہ میں اگر بار بار آزمایا جائے تب بھی ہرگز نہ گھبرائے

متقی بنو مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو

ملفوظات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"وہ امور جن میں بڑی معرفت کی باتیں ہیں یہ ہیں کہ انسان خدا کی راہ میں اگر بار بار آزمایا جائے اور مصائب اور مشکلات کے دریا میں ڈالا جائے تب بھی ہرگز نہ گھبرائے اور قدم آگے ہی بڑھاتا جائے۔ اس کے بعد اس کی معرفت کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور یہی سچی نعمت اور حقیقی راحت ہوتی ہے۔ اس وقت دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ رقت عارضی نہیں ہوتی۔ بلکہ سرور اور لذت سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ روح پانی کے ایک مصفی چشمہ کی طرح خدا کی طرف بہتی ہے۔ بدنما یہ ہے کہ سمندر سے پہلے ایک سراب آتا ہے۔ وہ بھی سمندر ہی نظر آتا ہے۔ جو سراب کو دھوکہ سمجھ کر آگے چلنے سے رہ جاتا ہے اور مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ ناکام اور نامراد رہتا ہے۔ لیکن جو ہمت نہیں ہارتا اور قدم آگے بڑھاتا ہے۔ وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مختلف کیفیتیں انسانی روح کے اندر رکھی ہوئی ہیں ان میں سے اس رقت کی بھی ایک کیفیت ہے۔ کوئی محض شعر خوانی یا خوش الحانی سے متاثر ہو جاتا ہے۔ کوئی آگے چلتا ہے اور ان پر قانع نہ ہو کر صبر کے ساتھ اصل مرحلہ تک پہنچتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ سچائی کے طالب کے واسطے یہ شرط ہے کہ جہاں سے اسے سچائی ملے لے لے۔ یہ ایک نور ہے جو اس کی رہبری کرتا ہے۔"

(الحکم ۲۴ر مارچ ۱۹۰۱ء)

"تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے اور خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں۔ اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔ متقی ہونا مشکل ہے۔ جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آ جائیں متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقویٰ ہے اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول تقویٰ کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں۔ ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کی منازل کو طے کرو۔ انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو۔ جتنے نبی آئے سب کا مدعا یہی تھا کہ تقویٰ کی راہ سکھلائیں۔"

(الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۱ء)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس ... قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ر اخاء ۱۳۴۵ ہش

حزب اللہ اور حزب الشیطان کا موازنہ

گذشتہ سے پیوستہ زیر اشاعت ملک کے طول و عرض میں دسہرا کا تیوہار شان (اہتمام) سے منایا گیا۔ بڑے سے بڑے شہر سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے شہر میں رام اور راون کے مقابلہ کی پانچ ہزار سالہ پرانی کہانی ڈراموں کے رنگ میں سنائی جاتی رہی اور عملی طور پر اس بات کے ذہن نشین کرائے گئے (کی گئی) کوئی امر مانع نہ رہا کہ خدا رسیدہ روحانی بزرگوں کا مقابلہ جب بھی غیر روحانی افراد سے ہوا۔ تو باوجود طاقت و قوت اور علم و ہنر میں فائق ہونے کے پھر بھی خدا رسیدہ افراد کے سامنے ان کو شکست و ہزیمت کا منہ ہی دیکھنا پڑا۔ نہ تو ان کی قوت و سطوت کام آئی۔ اور نہ ہی ان کا علم و ہنر ان کو ایسی ذلت و رسوائی سے بچا سکا۔ اسی طرح ایسے ڈراموں کے سٹیج کئے جانے کے وقت حاضر الوقت افراد میں سے کسی نے رام کا پارٹ ادا کیا اور کسی نے لچھمن کا اور کوئی راون بن گیا۔ تاہم اس پر اعتراض نہیں ہوا کہ ہزاروں ہزار سال پہلے گذرے افراد خود کیوں نہیں آئے ان کی جگہ پر اسی زمانہ کے بعض افراد نے پرانے بزرگوں کا پارٹ کیوں ادا کر دیا۔ نیز یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ہر زمانہ میں نیکی اور بدی کا مقابلہ ہر زمانہ میں چلتا چلا جاتا ہے اور خدا رسیدہ نیکوکار افراد ہر زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں جن کو خدائی نصرت و تائید کے ساتھ بڑے لوگوں پر روحانی فتح اور غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کا اپنا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے خدا رسیدہ نیکوکاروں کی تلاش کرکے ان میں شامل ہونے کی کوشش کرے تا ایسا ہو کہ جب بھی دنیا اسے یاد کرے اچھے نام سے یاد کرے اور بُرے اور ناپسندیدہ افراد کے طور پر اس کو یاد نہ کیا جا سکے۔

قرآن کریم میں ان دونوں گروہوں کو حزب اللہ اور حزب الشیطان کے ناموں سے پکارا گیا ہے اور قرآن کریم کی عظیم برکتوں میں سے ایک بڑی برکت یہ بھی ہے کہ اس میں بڑی بشرح و بسط کے ساتھ حزب اللہ اور حزب الشیطان کی الگ الگ نشاندہی کرکے انسان کی صحیح راہنمائی کی گئی ہے۔ جس سے بری صحبت میں پڑنے سے بچ جانے اور اچھے معاشرے کا جزو بن جانے کے بہترین مواقع میسر آ سکتے ہیں۔

حزب اللہ اور حزب الشیطان کا تفصیلی موازنہ سورۃ المجادلۃ کے تیسرے رکوع میں کیا گیا ہے آپ اپنے قرآن کریم کو کھول کر یہ مقام نکال لیجئے اور آیت نمبر ۱۵ سے سورۃ کی آخری آیات کریمہ میں جو اہم مضمون بیان ہوا ہے اسے خلاصۃً یوں سمجھ لیجئے کہ کتاب عزیز میں پہلے نمبر پر تو حزب الشیطان کی نمایاں علامتیں بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) وہ لوگ جن پر خدا کا غضب ہوتا ہے بُرے لوگ نا عاقبت اندیشی کے سبب انہیں سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے اور ان سے گہرے تعلقات رکھتے ہیں۔

(۲) اور اپنی باتوں میں وزن پیدا کرنے اور دوسروں پر اثر قائم کرنے کے لئے جانتے بوجھتے جھوٹی قسمیں کھاتے چلے جاتے ہیں۔

(۳) درحقیقت ان لوگوں نے اپنی قسموں کو محض ڈھال بنا لیا ہوتا ہے۔ اور غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ خدا کے راستہ سے روکیں۔ مگر وہ اپنے بُرے فعل کے بد نتائج سے بچ نہیں سکتے۔ ان کی جھوٹی قسمیں اور فریب کاری کا بھانڈا کسی بھی وقت پھوٹ جاتا ہے۔ اور وہ مخلوقِ خدا کے سامنے ذلت اور اہانت کا نشانہ بن کر رہتے ہیں۔

(۴) ایسی صورت میں نہ تو ان کے جمع کردہ مال ہی اور نہ ہی ان کی اولادیں ان کو ایسی ذلت کی مار سے بچا سکتے ہیں۔

(۵) باوجود نہایت درجہ پُر از یقین انداز میں اپنے بنیادی اصولوں کی پختگی کا زعم رکھنے کے بالآخر ان کا جھوٹ کھل کر رہتا ہے۔ اور ان کی پاٹھ ننگی کی جاتی ہے۔

(۶) شب و روز شیطانی صحبت میں رہنے کے باعث شیطان ان پر ایسا غلبہ پا لیتا ہے کہ ان کی پاکیزہ فطرت بھی مسخ ہو کر ان کے دلوں سے خدا کی یاد کو قطعی طور پر فراموش کر دیتی ہے۔

(۷) یہ شیطانی گروہ (حزب الشیطان) بالآخر خسارہ پاتا ہے۔ اور کامیابی کا منہ دیکھنا اسے نصیب نہیں ہوتا۔

(۸) چنانچہ مخالفین انبیاء و مرسلین کی کیا حالتوں کی طویل تاریخ ایک پُر مشاہد ناطق ہے۔ ہر مخالف نے ان کے مقابل پر پورا زور لگا کر دیکھ لیا۔ باوجود نہایت درجہ رسوخ اور طاقت و جتھہ رکھنے کے آخرکار ناکام و نامراد ہی رہتے ہیں۔ سوچئے! آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ صاف ظاہر ہے کہ ان کے حزب الشیطان ہونے کی وجہ سے یہ سب نتائج دنیا کے سامنے وقتاً بعد وقتٍ ظاہر ہوتے رہے۔

یہ آٹھ نکات خلاصہ ہے اس بیان کا جو سورت مجادلہ کی آیت نمبر ۱۵ سے آیت نمبر ۲۲ تک ہے۔ اب تصویر کے دوسرے رُخ پر نظر کریں اور قرآنی بیان کی روشنی میں حزب اللہ کی علامات زیرِ غور لائیں۔

(۱) جیسا کہ ابھی بیان ہوا اللہ اور اس کے رسولوں کو آخری فتح اور غلبہ ہوتا رہا ہے۔ اس لئے کہ خدا قوی اور عزیز ہے۔ اس کے قوی اور عزیز ہونے کا ثبوت ہر زمانہ میں دنیا نے مشاہدہ کیا۔

(۲) مومنوں کی جماعت ہمیشہ خدا اور اس کے رسول کا دامن تھامے رکھتی ہے۔ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت اور دشمنی رکھنے والوں سے محبت کے تعلقات نہیں رکھتے بلکہ ان کی بد صحبت سے اپنے تئیں بچاتے ہیں۔ اس کے برعکس نئے روحانی رشتہ میں مومنوں کی پختگی اس حد تک ہوتی ہے کہ اس راہ میں اپنے عزیز رشتہ دار ماں باپ بیٹے بھائی خاندان بھی آڑے نہیں آتے وقت آنے پر ان سب کو بھی چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

(۳) مومنوں کے دلوں میں زندہ اور تازہ ایمان راسخ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور ایک جدید مگر نہایت درجہ بلند آدرش والی برادری کے فرد بن کر ابھرتے ہیں

(۴) ساتھ کے ساتھ ہر قدم پر روح القدس سے تائید یافتہ ہوتے ہیں۔

(۵) رضائے الٰہی کا سرٹیفکیٹ ان کو حاصل ہو جاتا ہے۔ انہیں خدا کا قرب اس طور سے حاصل ہو چکا ہوتا ہے کہ خدا کی مرضی ان کی مرضی اور ان کی مرضی خدا کی مرضی بن جاتی ہے۔

(۶) اسی مقام پر قرآن کریم حزب اللہ کی نشان دہی کرتے ہوئے صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یہ لوگ حزب اللہ کے افراد ہیں۔ اور خوب یاد رکھو کہ حزب اللہ ہی بالآخر فلاح اور کامیابی پر فائز ہوتا ہے۔

چنانچہ جب سے یہ دنیا بنی ہے اور انبیاء و مرسلین کا سلسلہ چلا ہے ان کی ہزاروں ہزار سال طویل پُر از یقین سچی ہسٹری اس بات کا ناقابل تردید ثبوت پیش کرتی ہے کہ آخری غلبہ اور کامیابی اور فوز و فلاح حزب اللہ ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ منجملہ حضرت رامچندر جی بھی جن کو راون پر فتح حاصل ہوئی۔ اور ہمارے ہموطن ہر سال ہی اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے دسہرہ کا تیوہار مناتے اور رام اور راون کی کہانی کا اعادہ کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان باتوں کو محض قصہ کہانی کے رنگ میں سُن کر خاموش نہ ہو جائیں۔ بلکہ کھلے دل و دماغ کے ساتھ سوچیں کہ جب نیکی اور بدی کا مقابلہ ہر زمانہ میں چل رہا ہے۔ جب ہر سال رامچندر جی اور راون کا پارٹ ادا کرنے والے اداکار وہی کچھ بن کر ڈرامہ کے اسٹیج پر آتے ہیں تو کیا خدا کے بزرگ و برتر سے یہ ناممکن ہے کہ سچے طور پر روحانیت کا جامہ پہنا کر [illegible]

(باقی صلا پر دیکھئے)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ حکومتِ وقت کی اطاعت اور قانون کے احترام کو ضروری سمجھتی ہے

ایک احمدی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف خود فساد سے بچے بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کرے

ہر ملک کے احمدی اپنے ملک کے وفادار شہری ہیں ان کے متعلق ملک سے غداری کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ ہجرت ۱۳۵۵ ہش مطابق ۲۵ مئی ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل حصّہ آیت کی تلاوت فرمائی:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ. (النساء : ۶۰)

اس کے بعد فرمایا:-

گذشتہ چند خطبوں میں مَیں نے جماعت کے شرعی اور قانونی حقوق کے متعلق کچھ کہا تھا۔ آج مَیں ہر احمدی پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اُن کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

انسان اپنے اندر دو پہلو رکھتا ہے ایک اس کے حقوق کے پہلو ہیں اور دوسرے اس کی ذمہ داریوں کے پہلو ہیں۔ ذمہ داریاں مختلف النوع اور مختلف قسم کی ہیں۔ عام ذمہ داری جو ہر احمدی پر ہے اور ہر ملک کے ہر شہری پر ہے وہ مشترکہ ذمہ داری ہے جس کو "شہری ذمہ داری" کہا جاتا ہے یہ شہری حقوق کے مقابلہ میں آجاتی ہے اور در اصل یہ

حقوق کا ہی دوسرا رُخ

ہے کیونکہ ایک سوال ہوتا ہے حق کے لینے کا اور ایک سوال ہوتا ہے حق کے ادا کرنے کا۔ شہری ذمہ داریوں میں سے ایک وہ ذمہ داریاں ہیں جو کہ قانونِ وقت یا حکومتِ وقت شہریوں پر ڈالتی ہے اور ایک وہ ابدی ذمہ داریاں ہیں جو شریعتِ اسلامیہ نے اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں پر ڈالی ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ کی بہت سی ایسی ذمہ داریاں ہیں کہ وہ اور قانونی شہری کی ذمہ داریاں ایک ہی ہو جاتی ہیں کیونکہ اسلام انسانی فطرت کے مطابق مذہب ہے اور انسانی فطرت اسلام سے باہر پوری طرح نشو ونما حاصل نہیں کرتی بلکہ اسلام کے اندر پوری نشو ونما حاصل کرتی ہے۔ اس لئے اسلام سے باہر جو شہری ذمہ داریاں ڈالی جاتی ہیں وہ ناقص ہوتی ہیں اور وہ ادھوری رہتی ہیں۔ اسلام نے زیادہ وسعت اور پھیلاؤ کے ساتھ انسان کو دوسرے انسانوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بہرحال شہری ذمہ داریاں جو قانون کے ذریعہ شہریوں پر ڈالی جاتی ہیں وہ وقتی بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے بھی۔ مثلاً ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ ہر شہری کی "قانون یا معاشرہ کی طرف سے ذمہ داری ہے یہ غیر اسلامی معاشرہ میں بھی ہے۔ چنانچہ جسے وہ مہذب معاشرہ کہتے ہیں اس میں بھی وہ کہتے ہیں کہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو۔ مَیں جب پڑھا کرتا تھا تو ایک دفعہ مَیں جرمنی میں سفر کر رہا تھا۔ اُس زمانے میں ہٹلر کی حکومت تھی جو کہ بڑا سخت ڈکٹیٹر تھا وہاں مجھے کسی سے یہ علم ہوا کہ اگر رات کو آٹھ بجے کے بعد کوئی گھر والا زیادہ اونچی آواز سے ریڈیو چلائے تو اگر اس کا ہمسایہ شکایت کر دے کہ اس نے مجھے سونے نہیں دیا اور میرے آرام میں مخل ہوا ہے تو قانون فوراً حرکت میں آجاتا ہے اور اگلے دن صبح پولیس پہنچ جاتی ہے۔ غرض دوسروں کا خیال رکھنا

قانون اور معاشرہ

کی طرف سے ذمہ داری ہے۔ مَیں نے جو مثال دی ہے بعض ملک اس کا خیال رکھتے ہیں اور بعض نہیں رکھتے۔ مختلف حکومتوں میں تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے۔ وہ بعض باتوں کا خیال رکھتی ہیں اور بعض کا نہیں بھی رکھتیں۔ لیکن بہرحال حکومتِ وقت بھی دوسروں کا خیال رکھتی ہے اور ہماری شریعت یعنی شریعتِ اسلامیہ بھی اس بات کا خیال رکھتی ہے۔

انسان کے انسان پر بہت سے ایسے حقوق ہیں جن کے حصول کے لئے یا جن کی ادائیگی کے لئے امن کی ضرورت ہے۔ اگر امنِ عامہ نہ ہو تو وہ حقوق ادا نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے حکومتیں فساد سے روکنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور امن کا ماحول پیدا کرنے کی کامیاب یا ناکام کوششیں ہمیشہ ہر ملک میں ہوتی رہتی ہیں، اسلام نے بھی، اور دراصل صحیح معنی میں اسلام ہی نے فساد کے خلاف اور امن کے قیام کے لئے عظیم جہاد کیا ہے اور وہ لوگ جو نرے وحشی تھے جو کہ ابتداء میں بھی قرآن کریم کے مخاطب ہوئے اسلام نے اُن کی زندگیوں میں ایک ایسا انقلاب بپا کیا کہ وہ وحشی سے انسان پھر با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بن گئے۔ اور

باخدا انسان کا مطلب

یہ ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بہت باریکیوں میں جاتا ہے کیونکہ تقویٰ باریکیوں کا مطالبہ کرتا ہے چنانچہ انہوں نے باریکیوں میں جا کر اپنے ہمسایوں کا خیال رکھا اور اپنے بھائیوں کا خیال رکھا۔ بعض دفعہ وہ ایسی حدود میں داخل ہو گئے کہ دوسروں نے ان کا پیار کا مظاہرہ قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ مثلاً جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں پہنچے تو ان میں سے بعض اپنی بیویاں بھی پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کو بھائی بھائی بنا دیا تو کئی انصار بھائیوں نے مہاجر بھائیوں سے کہا کہ ہماری ایک سے زائد بیویاں ہیں ہم چاہتے ہیں، ہمارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ ہم ایک بیوی کو طلاق دیدیں اور تم اُس سے شادی کر لو۔ بعض نے درختوں میں شرکت اور بعض نے مالی تحائف کے ذریعہ اپنی اس اخوت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن مہاجرین کی شرافتِ نفس اپنی جگہ تھی اور جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے انہوں نے شکریہ کے ساتھ ان چیزوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ آدھی آدھی دولت دینے کے لئے تیار ہو گئے تھے لیکن انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ جو چیز خدا نے ہمیں دی ہے ہمیں اس پر بھروسہ کرنے دو اور خدا کی عطا کردہ قوتوں اور استعدادوں کو استعمال کرنے دو، اللہ تعالیٰ ہمارے حالات بدل دے گا۔ بعض نے صرف اتنا پیسہ قرض لے لیا کہ جس سے وہ ایک کلہاڑی خرید سکیں اور لکڑیاں کاٹ کر بیچنی شروع کر دیں۔ پھر یہی لوگ تھے جن میں سے بعض کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے مدینے کی منڈی میں ایک ایک دن میں کروڑ کروڑ روپے سے بھی زیادہ سامان کی خرید و فروخت کی۔ یہ تو اسلام کی خوبیوں کا بیچ میں ذکر آگیا ہے اور آنا ہی چاہیئے تھا۔ مَیں بتا یہ رہا ہوں کہ انسان کے جو انسان پر حقوق ہیں ان میں سے جو شہری حقوق کہلاتے ہیں، اُن پر اسلام نے جس طرح روشنی ڈالی ہے اور اسلام نے جس طرح اپنے ماننے والوں کے دل و دماغ میں انقلاب بپا کیا کہ ان حقوق کو ادا کرنا ہے، وہ دُنیا کی حکومتیں نہیں کر سکیں۔ لیکن بہرحال جس نے

اسلام کے حکم کے مطابق اور

اسلام کی شریعت

کے مطابق دوسروں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ وہ بہرحال حکومتِ وقت یا قانونِ ملکی کے مطابق بھی عمل کرے گا کیونکہ ان کا دائرہ تو چھوٹا ہے اور وہ اسلام کے وسیع دائرہ کے اندر خود بخود آجاتا ہے۔

فساد کرنے سے بھی اسلام نے روکا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ بنیادی حکم ادائیگی حقوق شہریت ہے۔ اس لئے اسلام نے دو حکم دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ خود فساد نہ کرو۔ اور دوسرے یہ کہ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ (ھود: ۱۱۷) کے مطابق دوسروں کو فساد کرنے سے روکو۔ ایک یہ کہ خود ظلم نہ کرو اور دوسرے یہ کہ دوسروں کو ظلم کرنے سے روکو۔ ظلم کرنے سے روکنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لاٹھی پکڑ لو اور ان کو مارنا شروع کردو بلکہ ایسا معاشرہ قائم کرو کہ اس معاشرے میں کوئی شخص نہ ظلم کرنے کی جرأت کرسکے اور نہ فساد پیدا کرنے کی جرأت کرسکے۔ بہرحال ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جس طرح وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کے حقوق اسے ملیں اسی طرح وہ یہ جذبہ رکھے کہ جو دوسروں کے حقوق ہیں وہ ان کو ملیں اور جہاں تک اس ذات کا تعلق ہے وہ دوسروں کے حقوق کو ادا کرے اور جہاں تک اس کے ماحول اور اس کے زیرِ اثر طبقہ کا سوال ہے وہ یہ نگرانی کرے کہ اس کا ماحول اور معاشرہ ہر ایک کے حقوق کو ادا کرنے والا ہو۔ اس سلسلے میں ہمیں بعض

بڑی خوشکن اور بڑی اچھی مثالیں

بھی ملتی ہیں۔ پس نہ صرف یہ کہ حق غصب نہ کرنے کا حکم ہے جو کہ فساد کے وسیع معنی کے اندر آجاتا ہے بلکہ ایک مسلمان پر اور ایک مسلمان احمدی پر یہ بھی ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ ایسا ماحول اپنے گرد پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ دوسرے بھی فساد کرنے سے باز رہیں۔ شہری ذمہ داریوں میں سے امن کا قیام ایک بنیادی چیز ہے۔ ویسے تو سینکڑوں ذمہ داریاں ہیں لیکن میں نے بطور مثال ایک بنیادی چیز یہ بتائی ہے کہ نہ صرف یہ کہ فساد نہیں کرنا بلکہ ایسا ماحول پیدا کرنا ہے کہ جو ہمارے اردگرد رہنے والے ہیں وہ بھی فساد سے اجتناب کرنے والے ہو جائیں اور اپنی ذمہ داری کو سمجھنے لگیں کہ

شہری حقوق کی ذمہ داری

امن اور آشتی کے ماحول میں ہی ادا کی جاسکتی ہے فساد اور درندگی کے مظاہروں کے ماحول میں شہری حقوق ادا نہیں کئے جاسکتے نہ انکا ادا کیا جانا ممکن ہے۔ پس شہری ذمہ داریاں انسان کے ہر قسم کے باہمی رشتوں سے تعلق رکھنے والی ہیں اور ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن خواہ قانون نے ان حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری ایک شہری پر ڈالی ہو یا نہ ڈالی ہو اور نہ ڈالنے کی صورت میں اگر شریعت اسلامیہ نے وہ ذمہ داری ایک احمدی مسلمان پر ڈالی ہو تو ان حقوق کو ادا کرنا ایک احمدی مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

دوسری ذمہ داری جو ایک احمدی کی ہے اور جس کے متعلق شروع سے ہی جماعت کی تربیت کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ قانون ملکی کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا۔ ہمارے متعلق LAW ABIDING PEOPLE کہا جاسکتا ہے ہم قانون کی پابندی کرنے والے اور قانون کے مطابق اپنی زندگیوں کو گذارنے والے ہیں۔ آیت کا جو چھوٹا سا ٹکڑا میں نے سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھا تھا اس میں "اُولِی الْاَمْر" کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ (تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ بھی میں اس کے ساتھ ہی شامل کرلیتا ہوں) ایک تو ہم law abiding people یعنی قانون کے پابند اور قانون کی اطاعت کرنے والے لوگ ہیں اور دوسرے جن کو قانون صاحب اختیار بناتا ہے ہم ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہ بھی اسی کے اندر آجاتا ہے۔ یعنی قانون کی اطاعت کرنا اور

قانون شکنی سے بچنا

ہی یہ تقاضا کرتا ہے کہ جن لوگوں کو قانون نے حکومت کا اختیار دیا ہے قانون کے اندر رہتے ہوئے ان کی بھی اطاعت کی جائے۔ ان کا یہ فرض ہے کہ وہ قانون کے خلاف کوئی کام نہ کریں اور قانون کے خلاف کوئی حکم نہ دیں اور ہر شہری کا یہ فرض ہے اور ہر احمدی کا خصوصاً جن کو میں اس وقت مخاطب کر رہا ہوں کہ وہ قانون شکنی نہ کریں اور قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔ یہ تو میں ذکر کے مطابق کہہ رہا ہوں ورنہ جماعت خدا کے فضل سے بڑی دیر سے اس میدان میں تربیت یافتہ ہے اور ۱۹۷۴ء میں اس نے اتنا شاندار مظاہرہ کیا کہ ۷۴ء گزرا اور اس کے بعد ایک اور سال ۷۵ء گزرا اور اب ۷۶ء میں ہم داخل ہوچکے ہیں ابھی تک بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں سمجھ ہی نہیں آئی کہ احباب جماعت کے لئے یہ کیسے ممکن ہوگیا کہ اس قسم کے حالات میں جبکہ ان کے خلاف ہر طرف ایک آگ لگائی گئی تھی انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ ان کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ ان کو تو ہم معذور سمجھتے ہیں لیکن ہمارے لئے لمبی تربیت کے بعد سمجھنا بھی آسان ہوگیا ہے اور اس پر عمل کرنا بھی آسان ہوگیا ہے اصل بات یہ ہے کہ ظلم کے مقابلہ میں ظلم کرنے سے ایک ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ جو ختم ہونے والا نہیں۔ لیکن الٰہی سلسلے وہ سدِّ سکندری ہیں جو ظلم کے سامنے کھڑی ہو کر اس کو بند کردیتی ہے۔ اگر ۱۹۷۴ء کے فسادات میں جماعت احمدیہ کا یہ ردِّ عمل نہ ہوتا تو ایک تو جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتی، دوسرے فتنہ و فساد کا ایک اتنا لمبا سلسلہ چلتا کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس کے بعد ہمارا ملک باقی رہتا۔ لیکن اس وقت میں ملک کے متعلق بات نہیں کہہ رہا وہ بعد میں کہوں گا۔ اس وقت میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اولی الامر میں، صاحب امر میں دو چیزیں ہیں، ایک صاحب امر کا ہونا اور دوسرے امر کا ہونا۔ یعنی ایک تو قانون کو نافذ کرنے والے حاکم کا ہونا اور دوسرے قانون کا ہونا۔ بہرحال

قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا

اور جو حاکم وقت ہے جس کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے ملکی قانون کے مطابق انسان سے معاملہ کرے اس کی اطاعت کرنا ہے۔

لیکن اس آیت میں حاکم وقت کا جو ذکر ہے اس کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کئے ہیں کہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہی ہو کسی نے سوال کیا تھا کہ پھر "منکم" کا کیا مطلب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جو حاکم وقت ہمیں احکام شریعت کے خلاف حکم نہیں دیتا وہ "منکم" کے دائرہ کے اندر آجاتا ہے۔ یہ بڑا لطیف اور بڑا گہرا فلسفہ ہے لیکن اس لطیف اور گہرے فلسفہ پر میں اس وقت تفصیل سے روشنی نہیں ڈالوں گا۔ بہرحال آپ سن لیں اور سمجھ لیں کہ غیر مسلم حاکم بھی اگر ہمیں احکام شریعت کے خلاف حکم نہ دے تو وہ بھی "منکم" میں آجاتا ہے۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم صرف پاکستان کے متعلق تو نہیں ہے یہ تو ساری دنیا کی حکومتوں کے متعلق ہے اور ساری دنیا میں احمدی بستے ہیں۔ پس "اُولِی الْاَمْر" اگر افریقہ کی ایک عیسائی حکومت ہو اور وہ اسلام کی شریعت کے احکام کے خلاف قانون بنانے والی نہ ہو تو اس کی اطاعت بھی ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ پاکستان میں۔

ایک مسلمان حکومت کی اطاعت

لیکن اگر شریعت کے احکام کے خلاف کوئی حکم ہو۔ مثلاً افریقہ میں کوئی بت پرست حکومت مسلمانوں کو یہ کہے کہ جو پتھر کے بت ہم نے تراشے ہیں تم ان کے سامنے سجدہ کرو۔ تو پھر اس وقت اس کا حکم نہیں ماننا۔ کیونکہ اطاعت اللہ کی اور اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولیٰ ہے اولی الامر کی اطاعت سے۔ اگر افریقہ کی کوئی حکومت یہ کہے کہ قبروں پر سجدے کرنا ضروری ہے۔ تو اس وقت کوئی موحد مومن مسلمان یہ حکم ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ لیکن اس وقت دنیوی لحاظ سے ان کے اندر

اس قسم کی سیاسی بیداری پیدا ہو چکی ہے کہ میرا نہیں خیال کہ کوئی حکومت اس قسم کے آرڈر جاری کرے جو انسانی فطرت کے خلاف ہوں۔ اور جب میں کہتا ہوں کہ انسانی فطرت کے خلاف تو ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ شریعت حقہ اسلامیہ کے خلاف ہوں کیونکہ قرآن کریم
فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا (الروم آیت: ۳۱)
کے مطابق اور انسانی فطرت کے عین مطابق آیا ہے۔ بہرحال یہ

بیداری پیدا ہو چکی ہے

اسی بیداری میں عارضی طور پر غنودگی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس وقت میں جماعت کو جو چیز بتا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ شروع سے لیکر اس وقت تک ہمارا مسلک یہ ہے کہ نہ قانون کو ہاتھ میں لینا ہے اور نہ حاکم وقت کی عدم اطاعت کرنی ہے بلکہ اس کی اطاعت کرنی ہے اور تابعداری کرنی ہے اگر حکم اسلامی شریعت کے خلاف نہ ہو یعنی بالمعروف ہو۔

پانچویں بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ احمدی جس جگہ بھی ہیں اور جس ملک کے بھی Citizen (شہری) ہیں، وہ اپنے ملک کے وفادار ہیں۔ جہاں تک ہم اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہیں، ہم دھوکے میں نہیں۔ احمدی کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے ملک سے غداری کرنے والا ہوگا۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں۔ گو کوئی ہماری ہنسی اڑائے گا اور کوئی حقارت کی نگاہ ہم پر ڈالے گا لیکن جہاں تک ہماری سمجھ کا تعلق ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کے استحکام کی اور حکومت کی ترقی کی اور حکومت کو غداریوں سے بچانے کی سب سے زیادہ ذمہ داری جماعت احمدیہ اور اس کے افراد پر ہے۔ اس کے لئے ہم ایک در بھی کھٹکھٹاتے ہیں اور یہ

ہمارا مشاہدہ ہے

کہ اللہ کے اس در کو جو کھٹکھٹاتا ہے اور دھونی رما کے وہاں بیٹھ جاتا ہے وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا بلکہ اس کے لئے وہ دروازہ کھولا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو دنیوی حسنات کے لحاظ سے بھی اور اخروی حسنات کے لحاظ سے بھی وہ حاصل کرتا اور پاتا ہے۔ بہرحال ہم اپنے ملک کی خاطر، اس کی بقا کے لئے، اس کے استحکام کے لئے اس وثوق کے ساتھ اور اس ایمان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا در کھٹکھٹاتے ہیں وہ عاجز انسانوں کی دعاؤں کو قبول کیا کرتا ہے اور جب وہ ہماری ان دعاؤں کو قبول کرے گا تو اس ملک کے حق میں ایک ایسی چیز ظاہر ہوگی، ہمارے ملک کو ایک ایسی چیز ملے گی جو کسی اور گروہ اور جماعت کے ذریعہ سے نہیں مل سکتی۔ کیونکہ انہوں نے تو اس دروازہ کو ایسا بند کیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کھل ہی نہیں سکتا۔ بہرحال جو ہماری ذمہ داریاں ہیں اس وقت میں ان کے متعلق بات کر رہا ہوں۔ احمدی ملک کا غدار نہیں بلکہ وفادار ہے۔ اہل ملک کی سوچ سوچ میں فرق ضرور ہے۔ سیاسی پلیٹ فارم اور منصوبوں میں بھی فرق ہے اور ہم تو سیاسی جماعت نہیں بلکہ مذہبی جماعت ہیں۔

دعائیں کرنا ہمارا فرض ہے

اور لوگ بھی دعائیں کرتے ہوں گے۔ مگر میں اپنے متعلق بات کر رہا ہوں۔ ہم خدا سے کچھ حاصل کرتے ہیں، اسی کے فضل سے نہ اپنی کسی خوبی کے نتیجہ میں اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ وہ در کھولا جاتا ہے اس در کو میں اور آپ صرف اپنی ذاتی بھلائی کی خاطر نہیں کھٹکھٹاتے ہیں بلکہ اس در کو جس سے ہم سب کچھ پاتے ہیں ہم اس لئے کھٹکھٹاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرے کہ ہمارا ملک مضبوط اور مستحکم ہو اور ترقی کرے اور اس میں خوشحالی کے سامان پیدا ہوں اور ایک

ایسا معاشرہ قائم ہو جائے

کہ جس میں ہر فرد واحد کو دوسرے افراد اس کے حقوق دینے والے ہوں اور کوئی شخص مظلوم نہ رہے اور اس ماحول سے ظلم کا خاتمہ ہو جائے ....

(الفضل مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۶ء)

اخبارِ قادیان

○ محترم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد تاحال کلی طور پر صحت یاب نہیں ہوئے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر اس وقت کنٹرول میں ہے۔ اگر کسی وقت ہائی بلڈ پریشر کا دورہ پڑا تو اس سے ہارٹ اٹیک کا بھی خطرہ ہے اور مکمل آرام کی ہدایت کی ہے۔ احباب جماعت موصوف کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

○ محترم سید شریف شاہ صاحب تاحال فریش اور کافی کمزور ہیں۔ کامل صحت کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

○ مکرم مبارک احمد صاحب ابن مکرم عظمت اللہ صاحب جن کی گزشتہ دنوں ٹانگ ٹوٹ گئی تھی تاحال امرتسر میں زیر علاج ہیں کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

○ مورخہ ۳۰/۹ کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا احمدیہ اسپورٹس گراؤنڈ میں اجتماعِ وقار عمل ہوا جس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بنفس نفیس تشریف لائے اور خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور مورخہ یکم اکتوبر کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں تلاوت و نظم کے بعد عزیزم محمد یعقوب صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر کی۔ اور آخر میں صدر محترم نے خدام کو نصائح فرمائیں۔

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم سید فضل احمد صاحب ایڈیشنل آئی۔جی۔پی۔ پٹنہ نے اطلاع دی ہے کہ ان کے بیٹے عزیز سید محمود احمد سلمہ کا آئی۔ اے۔ ایس کا امتحان ہو رہا ہے۔ احباب اس عزیز کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ایڈیٹر بدر

(۲) خاکسار کے خسر مکرم سید غلام احمد صاحب اور انکی اہلیہ نیز بچے بیمار ہیں۔ اور خاکسار کو بھی دورانِ سر اور آنکھوں میں تکلیف ہے۔ احباب جماعت سب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار
سید فضل عمر۔ خادم سلسلہ

(۳) میرے شوہر مذمل احمد خان صاحب روس کے سفر پر گئے ہوئے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر رہے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے آمین۔

خاکسارہ: قدسیہ سلطانہ بوکارو

(۴) عرصہ آٹھ نو ماہ سے خاکسار پر اسنوفولیا کا دوبارہ حملہ ہوا ہے جس کی وجہ سے دم پھولنا اور شدید کھانسی کی شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ علاج جاری ہے مگر خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو رہا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ میری صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار: محمد یونس احمدی بھدرک

(۵) خاکسار عرصہ تیس سال سے انتڑیوں اور دماغ کے کام نہ کرنے کی وجہ سے سخت مشکلات اور مجبوریوں میں اپنی جوانی گزار چکا ہے۔ ہر طرح کی نعمت سے محروم ہوں یعنی کہ کوئی غذا بھی نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی کاروبار ہے۔ احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے اور اپنے فضل سے صحت کاملہ عطا کرے۔ خاکسار: عطاء الہیٰ احمدی۔ لاہور پاکستان

حضرت مخدوم علی فقیہہ مہائمیؒ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی

چند دن ہوئے ہماری جماعت کے ایک دوست نے ایک کتاب بغرض مطالعہ دی۔ یہ کتاب حضرت مخدوم علی فقیہہ مہائمیؒ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے اور نقش کوکن، ایجوکیشن ٹرسٹ بمبئی کی طرف سے حال ہی میں شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف جناب عبدالرحمٰن صاحب پرواز اصلاحی ہیں۔ چونکہ اس کتاب میں ایک ایسے بزرگ اور صوفی کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے ہیں جو قریباً چھ سو سال قبل علاقہ کوکن میں ہوئے اور اس علاقہ میں خدمت اسلام کی سعادت عظمیٰ پائی۔ اس لئے میں افادۂ عام کے لئے بعض حالات و کوائف مختصراً تلخیص کر دیتا ہوں۔ احمدی احباب علم کلام میں بھی ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

کوکن

ہندوستان کا مغربی علاقہ جو سمندر کے کنارے واقع ہے تمہید تذکرہ یا یہ ساحت جدا جدا جزیروں پر مشتمل یعنی قلابہ۔ بمبئی۔ مجگاؤں۔ پریل۔ ورلی۔ سائن۔ ماہم۔ اسے کوکن کہتے ہیں۔ بمبئی اور اس کے مضافات کا تعلق اسی کوکن سے ہے۔ یہ جزائر مدت ہائے دراز تک سنسان اور ویران و غیر آباد پڑے رہے۔ آج جہاں یہ چہل پہل اور گرم بازاری نظر آتی ہے۔ خاردار جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا ایک غیر آباد ٹاپو تھا سب سے پہلے یہ علاقہ شہنشاہ اشوک کی قلمرو میں شامل ہوا۔ پھر مختلف حکمرانوں کے زیر تسلط آیا۔ ۱۳۴۸ء میں یہ سارا علاقہ سلطنتِ دہلی کے صوبۂ گجرات میں شامل کر دیا گیا۔

چونکہ ہندوستان اور عرب دُنیا کے آپس کے تجارتی اور مذہبی تعلقات کافی عرصہ سے قائم تھے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام سے صدیوں پہلے بعض عرب ان علاقوں میں آباد ہو چکے تھے۔ مؤرخ بلاذری کے بیان کے مطابق بمبئی کے قریب تھانہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ نے اس سرزمین میں قدم رکھا۔ اس لئے اس علاقہ میں بعض ایسے مسلمان بھی تھے۔ جو اپنے کو اکابر صحابہ کی اولاد بتاتے تھے۔ بمبئی گزیٹر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم علی فقیہہ کے آباء و اجداد تقریباً ۲۵۲ھ مطابق ۸۶۶ء میں ماہم میں وارد ہوئے۔

سلاطین دہلی اور شاہان گجرات کے دور میں ماہم کو "مہائم" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس دور کی تاریخوں اور عربی و فارسی تصانیف میں اس کا یہی نام ملتا ہے۔ ویسے تو مہائم، صدیوں سے راجاؤں، سپہ سالاروں اور بادشاہوں کا مرکز توجہ رہا۔ لیکن علمی دُنیا میں اس کی اہمیت اُس وقت قائم ہوئی جب اُس کی خاک سے مخدوم علی فقیہہ جیسے عظیم المرتبت فقیہہ۔ فلسفی اور صوفی پیدا ہوئے اور اس وقت سلطان احمد شاہ والیٔ گجرات تھا۔

ولادت

حضرت مخدوم علی مہائمی ۱۰ محرم ۷۷۶ھ مطابق ۱۳۷۲ء کو ماہم میں خاندانِ نوایت کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام نامی مولانا شیخ احمد ہے جو ایک بزرگ اور تاجر تھے اور والدہ کا نام حضرت فاطمہ تھا۔ آپ کے دو نام علاء الدین اور علی تھے۔ کنیت ابوالحسن اور لقب زین الدین تھا۔ علم فقہ میں مجتہد اور بصیرت کی بناء پر فقیہہ اور لوگوں میں مقبول ہونے کی وجہ سے مخدوم کے لقب سے پکارے گئے۔

ابتدائی تعلیم

حضرت مخدوم علی مہائمی کی تعلیم و تربیت کی طرف آپ کے والد بزرگوار نے توجہ دی جو خود بھی ایک بڑے عالم و فاضل تھے۔ اس لئے باپ کی توجہ نے بیٹے کو بھی عالم بنا دیا فقہ۔ منطق۔ فلسفہ۔ حدیث وغیرہ علوم کی تحصیل سے بہت تھوڑے عرصہ میں آپ فارغ ہو گئے۔ (تاریخ النوائط صفحہ ۲۵)

خضر سے تعلیم حاصل کی

سید ابراہیم مدنی اپنے عربی رسالہ "ضمیر الانسان لزیارۃ المشتاقین الیٰ ذکر الرحمٰن" میں لکھتے ہیں:-

"جب آپ کے والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو علم کی پیاس لگی۔ پیاس بجھنے کا کوئی ذریعہ نہ دیکھا تو والدہ محترمہ سے عرض کیا۔ علم کا شوق بڑھتا جا رہا ہے یہاں کوئی ذریعہ نہیں کہ اپنے شوق کی تکمیل کر سکوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو تحصیل علم کے لئے سفر کروں والدہ ماجدہ نے کچھ دیر تامل کیا پھر فرمایا۔ کہ تمہاری جدائی میرے لئے ناقابل برداشت ہے اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ غیب سے کوئی ایسا سامان کر دے گا جس سے تمہارے شوق کی تکمیل ہو جائے۔ کسی طریقہ تعلیم و تعلّم سے علم وہبی جو فیضانِ باطنی سے حاصل ہوگا وہ بدرجہا بہتر ہے۔ چنانچہ اسی رات کو والدہ مکرمہ نے بارگاہِ الٰہی میں اپنی التجا پیش کی اور آپ کی دُعا نے شرفِ قبولیت پایا۔ بعد نماز فجر صبح جب حضرت مخدوم صاحب حسب عادت سمندر کے کنارے ٹہلنے لگے تو بلند پتھر پر جو کنارے ہی پڑا ہوا تھا۔ ایک نورانی صورت بزرگ کو تشریف فرما دیکھا۔ آپ نے سلام عرض کیا۔ وہ بزرگ جواب سلام کے بعد نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ تم کو علم معرفت حاصل کرنے کا شوق ہے تو روزانہ صبح کو یہاں آیا کرو ہم تم کو تعلیم دیں گے۔ وہ چیز جو تم دُور دراز سفر اختیار کر کے حاصل کرنا چاہتے ہو وہ تمہیں انشاء اللہ یہیں مل جائے گی۔ میں خضر ہوں تمہاری تعلیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ چنانچہ آپ روزانہ صبح نماز فجر کے بعد اس جگہ پر جاتے اور حضرت خضر علیہ السلام سے علم معرفت حاصل کرنے لگے چند روز میں معقول و منقول میں کمال حاصل ہو گیا۔ ایک دن اتفاق سے آپ کی والدہ صاحبہ نے دریافت کیا کہ صاحبزادے تم روزانہ کس کے پاس علم حاصل کرنے جاتے ہو۔ ہم نے سُنا ہے کہ تم روزانہ سمندر کے کنارے جاتے ہو۔ آپ نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا پھر ترکِ ادب سمجھ کر بتا دیا۔ کہ خضر علیہ السلام سے تحصیل علم کرتا ہوں۔

دوسرے روز جب آپ معمول کے مطابق سمندر کے کنارے پہنچے تو وہاں حضرت خضر علیہ السلام کو نہ پایا۔ بہت آزردہ خاطر ہوئے اور غمگین ہو کر والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آبدیدہ ہو کر عرض کیا۔ اماں جان! میں نے خضر علیہ السلام کی ہدایت کے خلاف آپ سے اُن کی تعلیم کا ذکر کر دیا۔ غالباً آج وہ حکم عدولی سے ناراض ہو کر تشریف نہ لائے۔ والدہ صاحبہ نے پھر آپ کو تسلی دی اور ارشاد فرمایا۔ کہ فکر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ پھر تمہارے لئے خضر علیہ السلام کو دوبارہ بھیج دے گا۔ والدہ صاحبہ نے اُس شب کو پھر دُعا کی۔ چنانچہ دوسرے روز عصر کے وقت خضر علیہ السلام آپ کو راہ میں ملے۔ اور کہا کہ حکم خدا سے تمہیں علم لدنی عنایت ہوا۔ پھر آپ کو دریا کے کنارے لے گئے اور ایک لقمہ نعمت الٰہی کا اپنے منہ سے نکال کر آپ کو کھلایا اور فرمایا کہ تمہاری والدہ کی دُعا قبول ہوئی اور کمال علوم تم کو خدا کے فضل سے ملا۔ اور فیضان اویسیہ حاصل ہوا۔ خلعت ولایت سے سرفراز ہوئے۔ جب مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا سینہ بے کینہ جمیع علوم سے مالا مال پایا۔"

(کتاب مخدوم علی مہائمی صفحہ ۳۶ تا صفحہ ۴۰)

(بحوالہ ضمیر الانسان عربی مطبوعہ شہابی پریس بمبئی)

صوفیوں کی اصطلاح میں اویسی

"تذکرہ نگاروں نے انہیں (مخدوم صاحب کو) اویسی لکھا ہے۔ صوفیوں کی اصطلاح میں اویسی اُس شخص کو کہتے ہیں۔ جس کو بغیر کسی پیر و مرشد کے مبدأ الٰہیہ سے فیض ولایت پہنچے۔ اس سلسلہ میں بعض کی رائے یہ ہے کہ جو شخص قول اور فعل میں سنّت رسولؐ کا اتباع کرے وہ "اویسی" ہوتا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جس کو فیض پہنچے وہ اویسی ہے لیکن بعضوں کا خیال یہ ہے کہ جس کو اولیاء امت میں سے کسی کے بھی باطن سے بدوں توسط رسمی بیعت کے فروغ ہدایت حاصل ہو۔ اسی کو اویسی کہا جائے گا۔ یہ مرتبہ اکثر اصحاب کو زمانہ گزشتہ میں حاصل تھا۔"

(کتاب مخدوم علی مہائمی باب ۳ صفحہ ۵۳)

اس سلسلہ میں تذکرہ نگار نے بابا حاجی روز بہ دہلی۔ حضرت علی عثمان المعروف بہ داتا گنج بخش ہجویری لاہور۔ شیخ جلال الدین پورانی۔ شیخ حسن زنجانی۔ سید ابراہیم اویسی۔ شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری۔ شیخ محمد مسلم بنگشی افغانوں کے پیر۔ شیخ احمد متوکل اجینی کو اویسی قرار دیا ہے۔

(بحوالہ گلزار ابرار صفحہ ۲۵)
(کتاب مخدوم علی مہائمی صفحہ ۵۲۔۵۳)

کشف و کرامات

تذکرہ نگار نے اپنی اس کتاب کے چوتھے باب میں حضرت مخدوم علی مہائمی کی دو کرامتوں کا بحوالہ رسالہ ضمیر الانسان مصنف مولانا سید ابراہیم مدنی) ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

(۱) "روایت ہے۔ کہ مہائم سے ایک ہندو تاجر کا جہاز سامانِ تجارت لے کر کسی بندرگاہ کے لئے روانہ ہوا تھا۔ سات سال گذر گئے نہ جہاز واپس آیا۔ اور نہ اُس کا کچھ پتہ چلا۔ تاجر نے بڑے بڑے پنڈتوں اور نجومیوں سے دریافت کیا۔ لیکن سب نے یہی جواب دیا۔ کہ وہ ڈوب گیا۔ اثنائے گفتگو میں ایک دن تاجر نے اپنے ایک مسلمان دوست سے جہاز کے لاپتہ ہونے کا ذکر کیا۔ اُس مسلمان دوست نے کہا۔ کہ ہر قسم کی کوششیں تو تم کر چکے۔ اب ذرا مخدوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرضِ حال کر دیکھو۔ ممکن ہے صحیح صورت حال معلوم ہو جائے چنانچہ وہ تاجر مخدوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ جاؤ انشاء اللہ تمہارا جہاز واپس آ جائے گا۔ مخدوم صاحب کے اُمید افزا کلمات سُن کر تاجر کی مسرت کا ٹھکانا نہ رہا۔ اور اُس کی مایوسی اُمید سے بدل گئی۔ اور اُسے یقین ہو گیا کہ اس خدا رسیدہ بزرگ کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ اور اُس کا گم شدہ جہاز ضرور واپس آ جائیگا۔ چنانچہ اُسی کے انتظار میں سمندر کے کنارے اُس کی ہر موج میں اپنے جہاز کا نقشہ دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ دُور سمندر میں اُس کا جہاز آتے ہوئے دکھائی دیا۔ اور آتے آتے کنارے پر آ لگا۔ جہاز اور سامان کو صحیح سلامت دیکھ کر مخدوم صاحب کی بزرگی کا قائل ہوا۔ اور اُسی وقت بیوی بچوں سمیت آپ کی خدمت میں آ کر مشرف باسلام ہوا۔"

(۲) "روایت ہے۔ آپ کے یہاں ایک کنیزک صالحہ تھی۔ ہمیشہ آپ کے اور آپ کی والدہ محترمہ کے کپڑے دھوتی۔ اور پہلے وقت کا پانی طشت میں جمع کر کے پی جاتی۔ آپ کے فیوض و برکات اور باطنی توجہ سے بڑے مدارج حاصل کئے اُس کو کشف و کرامات طی الارض کی حاصل ہوئی۔ چنانچہ ایک روز ایک مسافر فقیر روشن ضمیر حضرت قطب الوقت فقیہہ علی مخدوم مہائمی کی ملاقات کو مہائم میں تشریف لائے۔ اور مسجد میں آپ سے ملاقات کی۔ آپ فقیر کیلئے کھانا لانے گھر گئے۔ جب گھر میں آئے۔ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ تم میرے ہمراہ کھانا کھاؤ آپ نے کہا۔ ایک مسافر مسجد میں بیٹھا ہے۔ پہلے اُس کو کھانا بھجوا دوں۔ بعد میں کھانا کھاؤں گا۔ تب آپ نے کنیزک کے ہاتھ کھانا بھجوا دیا۔ اور فرمایا اس لباس و شکل کا فقیر مسجد میں بیٹھا ہوا ہے۔ اُس کو جا کر یہ کھانا دے دے۔ کنیزک جب مسجد میں آئی تو دیکھا وہ فقیر نہیں ہے۔ مشرق و مغرب کی طرف دُور دُور نظر دوڑائی تو اُس کی نگاہوں نے دیکھا کہ فقیر تو خانہ کعبہ میں بیٹھا ہوا ہے چنانچہ اُسی قدم پر حرم شریف میں پہنچی اور فقیر مذکور سے کہا۔ میرے آقا نے آپ کے واسطے یہ کھانا بھیجا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ فقیر کی صورت میں خواجہ خضر علیہ السّلام تھے۔"
(کتاب "مخدوم علی مہائمی" باب چہارم صفحہ ۵۳)

تصانیف

حضرت مخدوم علی مہائمی کی زندگی کا بڑا حصہ تصنیف و تالیف میں گزرا۔ اور وہ اُن مصنفین میں سے ہیں۔ جن میں فلسفہ اور تصوف کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں تصوف کے حقائق پر بحث کی۔ اور وہ اپنے افکار و خیالات میں سب سے زیادہ شیخ اکبر ابن عربی سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اور اُن کے فلسفہ وحدت الوجود کی تعبیر و تشریح میں کوشاں نظر آتے ہیں۔

شیخ اکبر کا نظریہ وحدت الوجود

"شیخ اکبر (ابن عربی) دنیائے اسلام میں سب سے پہلے فلسفی ہیں۔ جنہوں نے وحدت الوجود کا فلسفہ پیش کیا۔ اُن کے نزدیک توحید کے معنی یہ ہیں۔ کہ خدا کے سوا اور کوئی چیز عالم میں موجود نہیں ہے یا یہ کہ جو کچھ موجود ہے۔ سب خدا ہی ہے۔ اس کو "ہمہ اوست" بھی کہتے ہیں۔ تمام عالم اُس ہستی مطلق کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں اور تعدد جو محسوس ہوتا ہے۔ وہ اعتباری ہے۔ وہ ایک ہی ذات ہر اسم کی مسمّٰی۔ ہر مظہر کی اصل اور ہر تعین کی حقیقت ہے۔ کوئی غیر نہیں۔ ہر جگہ اُسی کا ظہور ہے۔ ہر وجود کے ساتھ خواہ ذہنی ہو یا خارجی خدا کا وجود ظاہر ہے۔ کیونکہ وجود تو اُسی کا ہے۔ دوسرے کا نہیں کائنات کی ساری جلوہ آرائیاں اُسی جمیل مطلق کا پرتو ہیں۔ دُنیا میں جتنے بھی کمالات و اوصاف سمجھے جاتے ہیں۔ سب اُسی کے مظاہر و اظلال ہیں۔ اسی کُل اور مطلق نے اوجِ کلیت و اطلاق سے تنزل کر کے اپنی تجلیات کو جزئیت و تقیید میں رونما کیا ہے۔ وحدت میں کثرت کی ترکتا زہے۔ حقیقت میں عین مجاز۔ ذات سے صفات۔ صفات سے افعال کمال سے نقصان۔ نقصان سے کمال مسمّٰی سے اسم۔ روح سے جسم بلندی سے پستی۔ پستی سے ہستی یہ سب اُسی وجود مطلق کی نمائش ہے۔

شیخ اکبر کے نزدیک جب تک ذات باری مرتبۂ احدیت میں ہے۔ وہ ذات منزہ ہے اور اِس درجہ میں اُسے شانِ تنزیہہ حاصل ہے۔ لیکن وہ ذات جس وقت تجلّی کے ذریعہ ظہور فرماتی ہے تو اُس وقت وہ صورت تشبیہ میں تجلّی فرماتی ہے۔ کیونکہ صورت یا تعین کے بغیر ظہور ناممکن ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات تنزیہہ اور تشبیہ دونوں کی جامع ہے۔"
(کتاب مخدوم علی مہائمی باب ۳ صفحہ ۶۳)

حضرت مخدوم صاحب نے متعدد موضوعات پر مختلف رسائل و کتب تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱)۔ انعام الملک العلّام باحکام حکم الاحکام اسرار شریعت کے بارہ میں۔

(۲)۔ ادلّۃ التوحید۔ (۳) اجلّۃ التائید فی شرح ادلّۃ التوحید۔ جس میں حکیمانہ انداز سے شیخ اکبر کے افکار کی ترجمانی ہے۔

(۴)۔ النور الازھر فی کشف سر القضاء و القدر۔ جس میں حکیمانہ انداز سے شیخ اکبر کے افکار کی ترجمانی ہے۔

(۵)۔ خصوص النعم فی شرح فصوص الحکم۔ شیخ اکبر کی تصنیف فصوص الحکم کی شرح۔

(۶)۔ مرأۃ الحقائق۔ (۷)۔ ارائۃ الدقائق شرح مرأۃ الحقائق۔ محمد عز الدین المغربی کی فارسی تصنیف "جام جہاں نما" کا پہلے عربی ترجمہ مرأۃ الحقائق کیا اور پھر اُس کی شرح بھی کی۔

(۸)۔ تبصیر الرحمٰن و تیسیر المنّان۔ جس کو تفسیر رحمانی اور تفسیر مہائمی بھی کہتے ہیں۔ (قرآن مجید کی تفسیر) یہ تفسیر دو جلدوں میں مصر سے شائع کی گئی ہے۔ سن تصنیف ۸۳۱ ہجری ہے۔ اور سن طباعت ۱۲۹۵ھ ہے۔ اس کی طباعت کا انتظام مولانا محمد جمال الدین دہلوی مدار المہام ریاست بھوپال نے کیا۔

تفسیر رحمانی کی خصوصیات

(۱)۔ اِس تفسیر کا موضوع دراصل نظم قرآن ہے۔ ایک آیت کو دوسری آیت کے ساتھ کیا تعلق ہے اور پوری سورۃ کا مضمون ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح مناسبت رکھتا ہے۔ ہر سورت سے پہلے اُس کے مضمون اور عنوان کا مختصر تعارف کراتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا۔ سورہ فاتحہ چونکہ اساس قرآن کا مرتبہ رکھتی ہے۔ اور اُس کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے اس سورت کی تفسیر و تشریح پر خاص طور پر کاوش کی گئی ہے۔ یہ سورت قرآن کے جملہ علوم و معارف کے خزانے کی کنجی ہے۔

(۲) حروف مقطعات عام علماء کے نزدیک متشابہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ایسے اسرار ہیں۔ جن کے حقیقی معنے اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ مخدوم علی مہائمی صاحب نے اِن مقطعات کو اختصارات (Abbreviations) یعنی مختلف الفاظ کا مخفف قرار دیا ہے۔ ہر زبان میں اس کا طریقہ مروّج ہے۔ عرب شعراء میں بھی اس قسم کے طرزِ کلام کا رواج تھا۔ مخدوم صاحب نے قرآن کے تمام مقطعات کی مرتبع و محل کے لحاظ سے توجیہہ کی ہے۔ اور سورہ کے بیان فرمودہ مضامین سے حروف مقطعات کے ربط کو ظاہر کیا ہے۔

حضرت مخدوم علی صاحب مہائمی کی وفات

حضرت مخدوم علی مہائمی ۸ جمادی الآخر ۸۳۵ھ مطابق فروری ۱۴۳۲ء کو ۵۹ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اور بروز جمعہ اپنے آبائی قبرستان مہائم میں دفن ہوئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام — ایک ہندو خاتون کی نگاہ میں

(مدراس سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت تامل ہفت وار کلکی (KALKI) کی مورخہ ۲۶-۳-۷۶ء کی اشاعت میں اسلام اور عیسائیت پر مختلف اعتراضات کرتے ہوئے جگت گورو سوامی شری شنکر آچاریہ کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں جہاد کا غلط مفہوم پیش کرتے ہوئے یہ بتایا گیا تھا کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ہے۔

خاکسار نے اس مضمون کا جواب دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کے تامل ترجمان راہ امن کی دو اشاعتوں میں ایک تفصیلی مضمون شائع کیا تھا۔ اس مضمون کی افادیت کے پیش نظر دوستوں کی خواہش پر اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا اور علاقہ کے مختلف اداروں، علمی حلقوں، درسگاہوں اور لائبریریوں میں کثیر تعداد میں بھیجا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سارے علاقہ میں اس کی خوب مقبولیت ہوئی۔ کتاب کو سراہتے ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں اور ان کے اداروں کی طرف سے بیسیوں خطوط موصول ہوئے اور اب بھی اس کا خوب مطالبہ ہو رہا ہے۔ ایک رسالہ نے (SIMMAM) جریدہ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۶ء میں ایک اچھا ریویو بھی لکھا تھا۔

اس علاقہ کی ایک مشہور Journalist اور مقامی ہائی سکول کی معلمہ شریمتی بی۔ ایس۔ سوکماری نے مذکورہ بالا عنوان پر رسالہ راہ امن کے لئے ایک مضمون روانہ کیا ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر قارئین کی دلچسپی کے لئے اس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ محمد عمر مبلغ انچارج مدراس)

ایک زمانہ قریب تک۔ اللہ۔ اسلام۔ مسلم وغیرہ الفاظ کی حقیقت سے میں بالکل ناآشنا تھی۔ لیکن ایک حقیقی مسلمان جماعت احمدیہ مدراس کے ساتھ تعلق رکھنے والے بزرگ سے ملاقات کے نتیجہ میں مجھے ان تینوں امور کے بارے میں نہایت ایمان افروز حقیقت سے واقفیت حاصل ہوئی۔

اللہ کے بارے میں اب تک میرا یہ گمان تھا کہ یہ بھی ہندوؤں کی ایک ہزار آٹھ مورتیوں میں سے ایک کا نام ہے جسے مسلمان پوجتے ہیں۔ اور میرا اب تک یہ خیال تھا کہ مسلمان بڑے ہی متعصب اور دیگر مذاہب کے ساتھ رواداری نہ رکھنے والے اور خود غرض و مطلب پرست ہیں۔ لیکن اب مجھے اطمینانِ قلب ہے کہ اسلام کے بارے میں حقیقت مجھے مل گئی ہے!!

جی ہاں۔ دنیا میں ہر شخص مسلم کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اپنے خاندان اور ماحول سے مجبور ہو کر آنکھیں بند کر کے غیر حقیقی عقائد اپنا لیتا ہے۔

اسلام ایک بے مثل مذہب ہے۔ وہ ایک بے کنار سمندر کی مانند اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ جس طرح ندیاں بالآخر سمندر میں آکر شامل ہوتی ہیں، اسی طرح دیگر مذاہب آخر میں اسی اسلام میں آکر شامل ہونے والے ہیں۔ سمندر کبھی بھی ندیوں کے پاس جاکر شامل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اسلام کو دیگر مذاہب میں جاکر مدغم ہونے کی ضرورت نہیں۔

ایک عیسائی یسوع مسیح اور صلیب کو پوجتا ہے۔ ایک بدھ مذہب والا شری بدھ کی بھاوان کو خدا تصور کر کے ان کی عبادت کرتا ہے۔ ایک جین مذہبی مہاویر کی تصویر کے آگے ماتھا ٹیکتا ہے۔ ایک ہندو کوئی خداؤں کا نام لے کر مختلف تصویروں اور مورتیوں کو خدا گردانتے ہوئے اُن کی پوجا کرتا ہے۔ لیکن ایک مسلم خدا کا حقیقی بندہ حضرت نبی کریم (صلعم) کی پیروی کرتے ہوئے واحد لاشریک خدا کی عبادت کرتا ہے۔ خدا کے متعلق ایک مسلم کا یہ ایمان ہے کہ وہ کسی خاص قوم یا ملک کا خدا نہیں بلکہ وہ ربّ العالمین ہے۔ پہلے میں نے یہ بھی خیال کیا تھا کہ مسلمان حضرت محمد صاحب کی بھی پوجا کرنے والے ہیں۔ لیکن اب میرا دل اس قسم کے تمام خیالوں سے بالکل پاک و صاف ہو گیا ہے۔

اب اسلام کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور فرقوں اور گروہوں کو ایک ہی نکتہ مرکزی پر جمع کرنے والا عالمگیر مذہب ہے۔ اور یہ نکتۂ مرکزی توحید ہے۔ دیگر تمام مذاہب اپنے ہی بے شمار عقائد کے اندر محدود اور محصور ہیں۔ جب تک دنیا زندہ ہے یہ مذہب اسلام بھی زندہ ہے۔ اس کے لئے کبھی بھی ہلاکت نہیں۔ اس کے علاوہ دیگر مذاہب۔ ہندو مذہب بھی جس کی میں بظاہر پیرو کار ہوں کسی ٹھوس بنیاد پر مبنی نہیں ہیں۔ تمام مذاہب کا بنیادی عقیدہ توحید ہی ہے۔ لیکن اس پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔

اس لئے یہ میرا یقین کامل ہے کہ اس صدی کے آخر تک تمام مذاہب کے پیرو کار اور حقیقت پسند اور منصف مزاج حقیقت سے جس مذہب میں صداقت اور سچائی ہے اس کے متعلق واقف ہو جائیں گے۔ اور وہ زمانہ قریب ہے کہ ساری دنیا اس حقیقت کو ماننے کے لئے مجبور ہو گی کہ خدا ایک ہے اور تمام انسان بھی ایک ہی ہیں۔

گو اسلام تمام مذاہب کو ایک ہی نکتہ مرکزی پر جمع کرنے والا مذہب ہے تو دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس صداقت اور سچائی کو دنیا سے روشناس کرنے والی جماعت سلسلہ عالیہ احمدیہ ہے۔

میں جماعت احمدیہ کی صدق دل سے مداح ہوں۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

۱۔ مجھے اسلام اور بانیٔ اسلام اور عقائد اسلام کے متعلق حقیقی علم ان حقیقی مسلمانوں سے حاصل ہوا تھا جنہیں عام مسلمانوں نے غیر مسلم اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ اور اپنے آپ کو مسلم کہلانے والوں میں سے کسی نے بھی مجھے اسلام کے بارے میں ایک لفظ نہیں کہا اور ان مسلمانوں نے اسلام کے حقیقی علم سے کسی کو بھی روشناس نہیں کیا تھا اور یہ فریضہ صرف احمدی ہی ادا کرتے ہیں۔ اس لئے میں ان کی مداح ہوں۔

۲۔ تمام مذاہب کے درمیان یگانگت اور رواداری پیدا کرنے اور ان سب مذاہب کو توحید کے نقطہ مرکزی پر جمع کرنے کے لئے ہی اسلام رونما ہوا تھا۔ اور یہ عظیم کام آج صرف جماعت احمدیہ ہی ادا کر رہی ہے۔ اسلام کی عظمت اور اس کی تبلیغ صحیح معنوں میں اور عقل و فراست کی بنیاد پر صرف جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی دنیا میں پھیل سکتی ہے۔ دیگر مسلمان اس عظیم کام کے لئے لائق نہیں اور نہ ہی ایک نظام کے تحت ان لوگوں سے یہ کام ہو سکتا ہے۔

۳۔ ہر احمدی کی زندگی کی غرض و غایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو حقیقت اور صداقت انہیں حاصل ہوئی ہے وہ دوسروں تک بھی پہنچائی جائے۔ حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری اور آپ کی زندہ جاوید تعلیمات صرف جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی دنیا میں دوبارہ روشن اور تاباں ہو سکتی ہیں۔ اور اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق جو بدظنیاں اور غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں اُن کو صرف جماعت احمدیہ ہی دور کر سکتی ہے اور دور کر رہی ہے۔ اور دیگر مسلمان نہ صرف ان غلط فہمیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ بلکہ اور زیادہ پیدا کرنے کے موجب ہو جاتے ہیں۔

۴۔ اس جماعت کی میں اس لئے بھی مداح ہوں کہ اس کے مبلغین تمام مذاہب اور ان کے عقائد کی پوری طرح تحقیق کر کے جو مشترکہ اور بنیادی تعلیمات ہیں ان سب کو جمع کر کے عقل اور منطق و فلسفہ کی رو سے ان سب کی بنیاد پر تمام مذاہب کے درمیان صلح۔ یکجہتی اور رواداری پیدا کرنے میں کوشاں ہیں۔ جماعت کے مبلغین کی کوششوں اور مخلصانہ محنتوں کو دیکھ کر میں حیران ہو رہی ہوں۔

نیز اس جماعت کی بہت بڑی خصوصیت اور خوبی یہ ہے کہ یہ جماعت تمام پیشوایانِ مذاہب کی صدق دل سے عزت و احترام کرتی ہے۔ دیگر مذاہب کے بانیوں کو نبی، رسول اور مامور من اللہ گردانتے ہوئے ان کے بارے میں عقیدت کے جذبات کا اظہار کرنے والے ان لوگوں کی وسعت قلبی دیکھ کر میرے دل میں ان کے متعلق احترام کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ اور یہ خوبی مجھے دیگر مسلمانوں میں نظر نہیں آتی ہے۔ غرض آج کے اس زمانہ میں احمدی کے معنے ہی صحیح اور حقیقی مسلمان کے ہیں۔ اور احمدیت حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے۔

۵۔ دنیا سے ضلالت اور گمراہی کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ مختلف اقوام اور علاقوں میں اپنے مامورین کو مبعوث فرماتا رہا تھا۔ اور انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق اس عظیم کام میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ لیکن ان مامورین کے نورِ علم اور نورِ ایمان کی آج بھی دنیا کو ضرورت ہے ان تمام علوم اور روحانی روشنیوں کا نچوڑ حضرت محمد صاحب نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ اس نور اور روشنی کو دنیا میں پھیلا کر جہالت کی تاریکی کو دور کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ان عظیم علوم سے دنیا کو منور کرنے کے لئے اس زمانہ میں امام مہدی کا ظہور ہوا ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے یہ خدمت آج جماعت احمدیہ باحسن و خوبی سرانجام دے رہی ہے۔ (باقی صفحہ پر)

دلچسپ علمی مذاکرہ

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ پونچھ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے علاقہ پونچھ میں اکثریت ایسے طبقہ کی ہے جو تعصب سے بالاتر رہ کر جماعت احمدیہ کے لٹریچر کو بخوشی پڑھتے ہیں اور تحقیق کی غرض سے احمدیہ دار التبلیغ میں تشریف لاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مورخہ یکم ستمبر ۱۹۷۶ء کو ڈگری کالج کے تمام طلباء کو جو اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع تھے احمدیہ دار التبلیغ میں مدعو کیا گیا تاکہ بہتر رنگ میں اُن تک پیغام حق پہنچایا جائے اور اس روز علمی مذاکرہ منعقد ہوا تاکہ نوجوان طبقہ اپنے شکوک کو دور کرنے کے لئے بالمشافہ سوالات کر سکے۔

چنانچہ ٹھیک دو بجے بعد دوپہر علمی مذاکرہ شروع ہوا اور چار بجے تک بڑے خوشکن ماحول میں طلبہ نے سوالات کئے اور اُن کو تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ غیر از جماعت طلبہ کے علاوہ احمدی طلبہ نے بھی بڑے شوق سے اس میں شرکت کی۔ خاکسار نے ابتداء میں جماعت احمدیہ کا مختصر مگر مدلل تعارف کروایا بعدہٗ سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بعض دلچسپ سوالات اور اُنکے جوابات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ ابتداء میں ایک شیعہ طالب علم نے سوال کیا۔

سوال:- جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کو امام مہدی مانتی ہے حقیقت میں امام مہدی تو امام محمد بن حسن عسکری ہیں اگر آپ بھی اُن کو مان لیں تو کیا حرج ہے۔

جواب:- امام محمد بن حسن عسکری جن کو آپ امام مہدی یقین کرتے ہیں آپ کے عقیدہ کے مطابق وہ سُرَّمَنْ رَّأی شہر کی غار میں چھپ گئے ہیں اور اب اُن کو تقریباً گیارہ سو سال ہو رہے ہیں آج اُمت مسلمہ اپنی زبوں حالی کے پیش نظر برحق امام مہدی کی تلاش میں سرگرداں ہے، اور آنحضرت صلعم نے جو پیشگوئیاں اور نشانیاں سچے امام مہدی سے متعلق بیان فرمائی تھیں وہ بھی پوری ہو گئیں لیکن امام محمد بن حسن عسکری ہیں کہ غار میں سے نکلنے کا نام نہیں لیتے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام عین مقررہ وقت پر مبعوث ہوئے اور سعادت مندوں نے آپ کو قبول کیا اور آپ کی جماعت آج ساری دنیا میں اسلام کا پرچم بلند کئے ہوئے ہے۔ اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے میدان میں اپنے جوہر دکھا رہی ہے جو آنحضرت صلعم نے امام مہدی علیہ السلام کا کام بیان فرمایا تھا۔ نیز آپ کی کتاب نور الانوار صفحہ ۱۵۴ میں امام محمد بن حسن عسکری نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ

"مَنْ سَمَّانِی فِی مَجْمَعِ النَّاسِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ"

یعنی آئندہ مجمع میں جو میرا نام لے گا کہ (محمد بن حسن عسکری مہدی ہیں) اُس پر خدا کی لعنت ہے۔ نیز النجم الثاقب صفحہ ۱۹۴ میں ایک روایت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق لکھی ہوئی ہے کہ

"لَوْنُهٗ لَوْنٌ عَرَبِیٌّ وَجِسْمُهٗ اِسْرَائِیْلِیٌّ"

یعنی مہدی کا رنگ تو عربوں جیسا ہوگا اور اُس کا جسم اسرائیلیوں جیسا یعنی وہ عجمی النسل ہوگا اس روایت کے پیش نظر امام محمد بن حسن عسکری خواہ غائب ہوں یا حاضر امام مہدی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ عربی النسل تھے۔ نیز آپ کی کتاب بحار الانوار میں ابو الجارود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ۔

"اَصْحَابُ الْقَائِمِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا اَوْلَادُ الْعَجَمِ"
(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۵)

یعنی القائم (امام مہدی) کے اصحاب ۳۱۳ ہیں یہ سب عجمیوں کی اولاد ہونگے مذکورہ بالا تفصیل سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت اظہر من الشمس ہے جب کہ حضرت امام محمد بن حسن عسکری کا امام مہدی ہونا ثابت نہیں ہوتا فتدبروا۔

سوال:- شیعہ طالب علم نے پھر کہا کہ مرزا صاحب (علیہ السلام) اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتے ہیں جب کہ آنحضرت صلعم خاتم الرسل ہیں یہ دو متضاد باتیں ہیں جس کی ہمیں سمجھ نہیں آئی۔

جواب:- تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام مہدی کے زمانہ میں اسلام تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے گا چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

"هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ" (سورۃ صف)

یعنی خدا وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ رسول اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے اس آیت کے متعلق اہل تشیع کی مشہور اور مستند حدیث کی کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے کہ

"نَزَلَتْ فِی الْقَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ"

کہ یہ آیت آلِ محمد کے القائم (امام مہدی علیہ السلام) کے بارہ میں نازل ہوئی ہے نیز شیعہ اصحاب کی کتاب غایت المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے کہ اس آیت میں جو رسول موجود ہے اس سے مراد امام مہدی ہے اصل الفاظ فارسی میں ہیں۔

"مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است"

نیز اہل سنت والجماعت کی مستند تفسیر ابن جریر میں اسی آیت کے نیچے درج ہے کہ

"هٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِیْ"

لہذا جب اس آیت کے مصداق حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں تو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں نبی یا رسول ہوں بالکل بجا اور درست ہے۔ آپ امام مہدی ہونے کی صورت میں اس آیت کے مصداق ہیں۔

سوال:- بعدہٗ ایک سنی طالب علم نے جو دیوبندی خیال کے تھے کہا کہ جماعت احمدیہ معراج کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ وہ کشف تھا اور معراج روحانی ہوا ہے کیا اس بارے میں کوئی ثبوت قرآن سے پیش کر سکتے ہیں۔ کہ حضور صلعم جسمانی طور پر آسمانوں پر نہیں گئے؟

جواب:- خاکسار نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کے تمام عقائد قرآن و احادیث کی روشنی میں ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں بالوضاحت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" (بنی اسرائیل)

اس آیت کریمہ میں شب معراج کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو رؤیا دکھائی لیکن افسوس ہے اُن علماء پر جو جانتے ہوئے بھی غلط ترجمہ کرتے ہیں چنانچہ خاکسار نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ قرآن مجید دکھایا کہ اس آیت کے نیچے اس امر کا اعتراف تو مولانا نے کیا ہے کہ یہ آیت شب معراج سے متعلق ہے لیکن لفظ الرؤیا کا معنی ہی اُڑا دیا اور لکھا ہے کہ "ہم نے جو تماشا آپ کو (شب معراج) دکھلایا تھا" اندازہ لگائیں ترجمے کا کہ شب معراج کو تماشا بنا دیا اور لفظ "الرُّؤْیَا" کا معنی ہی چھوڑ دیا اور یہی لوگ جماعت احمدیہ پر غلط الزام لگایا کرتے ہیں کہ احمدی قرآن مجید کا ترجمہ اُلٹ کرتے ہیں اور ہم نے یہ نمونہ دکھا دیا۔

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور یہی لفظ "الرُّؤْیَا" سورۃ یوسف میں بھی آیا ہے وہاں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے ترجمہ خواب کے کئے ہیں۔ جو درست ہے۔ نوجوان طلبہ پر عجیب قسم کی کیفیت طاری تھی کہ قرآن مجید کے کیسے غلط ترجمے علماء نے کئے ہیں۔

سوال:- شیعہ طالب علموں میں سے ایک نے سوال کیا کہ حضرت فاطمہؓ ابو بکرؓ کے دربار میں باغ فدک کا مطالبہ لے کر گئیں تھیں کہ میرا حصہ ہے مجھے دے دیا جائے لیکن حضرت ابو بکرؓ نے وہ باغ دینے سے انکار کر دیا جس پر حضرت فاطمہؓ اُن سے ناراض ہو گئیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ

"مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ"

یعنی جس نے فاطمہؓ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا اس بارے میں آپ کی جماعت کا کیا مسلک ہے؟

جواب:- خاکسار نے مذکورہ بالا سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت فاطمہؓ جب حضرت ابو بکرؓ کی عدالت میں حاضر ہوئیں تو خلیفہ اوّل نے کوئی ضد سے اُن کے خلاف فیصلہ نہیں کیا بلکہ آپ نے حدیث پیش کی کہ۔

"لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ"

اور فیصلہ کیا کہ حضور کی تمام جائیداد کا وارث بیت المال ہے۔ نیز یہی وجہ تھی کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو بھی کوئی جائیداد نہیں دی اگر یہ فیصلہ حضرت ابو بکرؓ نے درست نہیں کیا تھا تو حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے موقعہ پر اس غلط فیصلہ کی درستی کیوں نہ کی لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت علیؓ نے اس فیصلہ کی ترمیم نہ کی گویا آپ کے نزدیک بھی ابو بکرؓ کا فیصلہ درست تھا۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ جس نے فاطمہؓ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا تو یہ آنحضرت صلعم نے اُس وقت فرمایا تھا جب حضرت علیؓ نے ابو جہل کی لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا اور فاطمہؓ روتی ہوئیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں جس پر حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ

"اَلَا اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا وَیَرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ"

یعنی فاطمہؓ میرا ایک ٹکڑا ہے اگر اسے

تکلیف ہوئی تو مجھے بھی ہوئی پس جس نے اس کو ناراض کیا اس نے گویا مجھے بھی ناراض کیا لہذا آپ کا اس حدیث کو حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ساتھ باغ فدک سے جوڑنا مناسب نہیں۔

بعدہٗ خاکسار نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت اور آپ نے جو عظیم الشان روحانی انقلاب دنیا میں پیدا کیا اور احمدیہ مسلم مشنز نیز جدید قسم کا اسلامی لٹریچر اور عیسائیت کی طرف سے آنحضرت صلعم کی ذات بابرکت پر اعتراضات اور جماعت احمدیہ کا وسیع پیمانہ پر شائع کرنا وغیرہ اس پر اختصار سے روشنی ڈالی نیز تمام طلبہ کو جنہوں نے اس مذاکرہ میں شرکت فرمائی جماعت احمدیہ کا لٹریچر دیا اور ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس روشنی کے زمانہ میں لکیر کے فقیر نہ بنیں بلکہ ٹھنڈے دل سے اس لٹریچر کا مطالعہ فرمائیں نیز آپ کو اگر کوئی شک پیدا ہو تو اس کے ازالہ کے لئے کسی بھی وقت ہمارے پاس تشریف لائیں ہماری خدمات آپ لوگوں کے لئے وقف ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس علمی مذاکرہ کے بہتر نتائج پیدا کرے اور ہماری حقیر مساعی میں برکت دے اور سعید روحیں جلد از جلد آغوش احمدیت میں آکر اپنی تشنگی کو بجھائیں۔ آمین۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام بقیہ صفحہ ۸

میں یہاں کے تمام احمدیوں اور ان کے مبلغ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کر رہا ہوں۔

مولوی محمد عمر صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے کانچی کام کوٹی شری جگت گورو شنکر آچاریہ سوامی کو جو جواب دیا ہے اس کا مطالعہ ہر ہندو اور مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

باوجود ان خدمات اسلام کے جو جماعت احمدیہ بجا لا رہی ہے میں بہت حیران ہوں کہ اس جماعت کو عام مسلمانوں نے غیر مسلم اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ میرا یہ ایمان ہے کہ جماعت احمدیہ جو عظیم کارنامے سر انجام دے رہی ہے اس کی کامیابی کا یہی ایک بہت بڑا سرٹیفکیٹ ہے۔ جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے والوں دیکھ کر احمدی "ہم بھی مسلمان ہیں" کہنے کی بجائے "ہم ہی مسلمان ہیں" کہنا چاہیئے۔ اور جماعت احمدیہ کو ہی نہایت فخر کے ساتھ یہ دعویٰ کرنے کا حق ہے کہ ہم ہی صحیح مسلمان ہیں۔

اسلام زندہ باد!
احمدیت زندہ باد!
تمام تعریفیں صرف خدا کو ہیں!!

مختلف جماعتوں میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

۱۔ جماعت احمدیہ شاہجہانپور :-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال شاہجہانپور میں رمضان المبارک کی خصوصی عبادات درس و تدریس تراویح اور دعاؤں کا سلسلہ بخیر و خوبی جاری رہا۔ جماعت کے جملہ افراد و مرد و زن پروگراموں میں بشوق و ذوق شرکت فرماتے رہے۔ بعد نماز عشاء نماز تراویح بعد نماز ظہر درس قرآن کریم اور بعد نماز فجر درس حدیث نبوی خاکسار دیتا رہا۔ غلبہ اسلام و احمدیت، حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی، اور دورہ امریکہ کینیڈا و یورپ کی کامیابی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جملہ احباب جماعت کے لئے خصوصی اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۹ ویں روزہ کو بعد نماز عصر اجتماعی دعا ہوئی اور ۲۶ر ستمبر کو عید الفطر پڑھائی جس میں تقریباً مقامی جملہ احباب جماعت۔ خواتین و بچوں کے علاوہ مضافات کے بعض احمدی احباب نے بھی شرکت فرمائی۔ جماعت کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار۔ عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

۲۔ جماعت احمدیہ آسنور :-

امسال جماعت ہذا میں غیر معمولی تغیر پیدا ہوا کیونکہ رمضان سے قبل یہاں پر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اور علماء سلسلہ تشریف لائے اور خدام الاحمدیہ کا سالانہ کنونشن یہاں ہی منعقد کیا گیا۔ جس کی وجہ سے نوجوانوں کے اندر خاص طور پر ایک نیا جوش پیدا ہوا۔ اور معاً بعد رمضان المبارک کی برکتوں سے مستفیض ہونے کے لئے بڑے شوق سے روزوں اور دیگر عبادات میں حصہ لیا۔

درس قرآن :- بعد نماز فجر خاکسار قرآن مجید کا درس دیتا رہا دوست کثرت سے درس میں شریک ہوتے رہے۔ اور مکرم ماسٹر عبد الحکیم صاحب وانی حدیث کا کشمیری زبان میں درس دیتے رہے۔ اور اس طرح پورا ماہ روحانی ماحول میں گزرا۔ سحری کے لئے دوستوں کو اٹھانے کا بھی پروگرام رہا۔

نماز تراویح :- پورا ماہ مکرم عبد القادر صاحب بیگ امام الصلوٰۃ نماز تراویح پڑھاتے رہے جس میں دوست کثرت سے شریک ہوتے رہے۔ اور بہت سے دوست نماز تہجد بھی ادا کرتے رہے۔ خاکسار نے رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے دوستوں کو اعتکاف کرنے کی تحریک بھی کی چنانچہ خاکسار کے علاوہ مکرم سید یٰسین صاحب اور مکرم غلام رسول صاحب ملک کو مسجد میں اعتکاف کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ مکرم ماسٹر عبد الحکیم صاحب وانی اور مکرم ماسٹر نعمت اللہ صاحب اور مکرم عبد العلیم صاحب وانی نے معتکفین کے لئے مختلف قسم کے انتظام کرنے میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ محترم مولوی امیر احمد صاحب بجران درویش قادیان سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ دوستوں کو دینی کاموں اور خصوصاً عبادات کی طرف توجہ دلانے میں دن رات کوشاں رہے۔ اور نوجوانوں سے وقار عمل کروا کر مسجد کی صفائی کروائی۔ صبح سحری کے وقت دوستوں کو اٹھوانے کے لئے انتظام فرماتے رہے اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور تمام احباب کو اس برکت والے مہینہ کی برکتوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار۔ بشارت احمد بشیر مبلغ آسنور۔

۳۔ جماعت احمدیہ مدراس :-

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے احباب جماعت احمدیہ مدراس کو رمضان المبارک میں روزوں درس و تدریس اور دیگر اجتماعی و انفرادی عبادتوں اور دعاؤں کے ذریعہ حسب استطاعت مستفیض ہونے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مدراس شہر کی وسعت کے پیش نظر کہ جہاں احباب بہت دور دور علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں روزانہ ایک جگہ جمع ہونا مشکل تھا۔ اس لئے شہر کے تین مختلف مقاموں میں نماز تراویح کا اہتمام کیا گیا۔

چنانچہ منتاڑی۔ میلاپور اور کوڑمبکم میں نماز تراویح کا انتظام کیا گیا جہاں علی الترتیب مکرم محمد رفیق صاحب، مکرم بشیر احمد صاحب اور خاکسار کو نماز پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ کوڑمبکم میں نماز تراویح کے بعد خاکسار قرآن کریم اور حدیث کا درس روزانہ دیتا رہا۔* جس میں معقول تعداد میں احباب شریک ہوتے رہے۔

اس کے علاوہ ہر اتوار کو ساری جماعت کا اجتماعی رنگ میں درس القرآن اور اجتماعی دعا۔ نیز افطاری کا بھی اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ چار روز اتوار کو چار مختلف محلوں میں قرآن کریم کا درس اور اجتماعی دعاؤں کا انتظام ہوا۔ تمام احمدی احباب کے علاوہ مستورات نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اور چند غیر احمدی دوست بھی تشریف لاتے رہے۔ درس و تدریس اور اجتماعی دعا کے بعد ساری جماعت کی افطاری کی توفیق مکرم محمد رفیق صاحب مکرم محی الدین علی صاحب مکرم محمد احمد اللہ صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ مولوی کمال الدین صاحب مرحوم کو حاصل ہوئی۔ مکرم محمد احمد اللہ صاحب نے اپنی باری پر افطاری کے علاوہ ساری جماعت کو دعوت عشائیہ بھی دی۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے خلوص میں برکت دے۔ آمین۔

عید الفطر :- مورخہ ۲۶ر ستمبر ۷۶ء کو جماعت نے عید الفطر نہایت شاندار رنگ میں منائی۔ صبح ٹھیک دس بجے نماز شروع ہوئی۔ خاکسار نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ایمان افروز خطبہ عید الفطر پڑھ کر سنایا اور تامل میں اس کا ترجمہ بھی سنایا۔ خطبہ اور اجتماعی دعا کے بعد تمام احباب نے آپس میں مصافحہ و معانقہ کر کے عید المبارک پیش کی۔

یہ بات یہاں خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ احباب جماعت کی کثرت کی وجہ سے مکرم محمد رفیق صاحب کے وسیع مکان کے دونوں ہال بہت ناکافی ثابت ہوئے۔ احباب جماعت اور مستورات نے بہت تنگی سے اور کافی تکلیف اٹھا کر نماز ادا کی۔

دعا ہے کہ یہاں قیام مسجد کے سلسلہ میں جو روکاوٹیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کو دور فرمائے اور جلد ہی یہاں مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد عمر مبلغ مدراس

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب درویش کی اہلیہ محترمہ کی تقریباً ایک ماہ قبل سیڑھی سے گرنے کے سبب بازو ٹوٹ گئی علاج معالجہ جاری ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر بدر)

منقول از

پاکستانی پنجاب کے سابق وزیرِ اعلیٰ مسٹر حنیف رامے کو سزا

لاہور ۲۲ ستمبر (رائیٹر) پاک پنجاب کے سابق وزیرِ اعلیٰ اور مینٹ حزب اختلاف کے رکن مسٹر حنیف رامے صاحب کو ایک خصوصی ٹریبونل نے گذشتہ روز ملک کے ہنگامی قوانین کے تحت ساڑھے چار سال قید اور پچاس ہزار روپے جرمانہ کی سزا کا حکم دیا ہے۔ مسٹر حنیف رامے نے گذشتہ سال مخالف جماعت مسلم لیگ کے اُمیدوار کو شکست دی تھی۔ اور وہ پاکستان کی برسرِاقتدار جماعت پیپلز پارٹی کے اراکین میں سے ہیں۔ مسٹر رامے کو سزا اس الزام کے تحت دی گئی ہے کہ انہوں نے ایک جلسۂ عام میں گذشتہ ماہ مئی میں حکومت کے خلاف ایک قابلِ اعتراض تقریر کی تھی۔ سزا کے اس حکم کے ساتھ ہی مسٹر رامے سینیٹ کی نشست سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔

(اخبار الجمیعۃ دہلی مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۶ء)

درخواستہائے دُعا

(۱) محترمہ بیگم پروفیسر محمد صاحب مرحوم مدراس سے اپنی لڑکی عزیزہ محترمہ حامدہ عمر صاحبہ کی دینی و دنیوی ترقی کے لئے تمام احباب جماعت سے عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

(۲) محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ مدراس سے اپنی لڑکی عزیزہ فریدہ رشید جو کہ ملیشیا میں ہیں ان کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ احباب ہر دو کے مقاصد میں کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔

(مرزا وسیم احمد قادیان)

(۳) میری بھاوجہ صاحبہ لندن میں چھ ماہ سے بیمار ہیں ہسپتال میں داخل ہیں اس فکر میں میرے بھائی بھی بیمار رہتے ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ مولیٰ کریم بھاوجہ صاحبہ اور بھائی صاحب کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

خاکسار۔ آمنہ بیگم اہلیہ مرزا محمد زمان صاحب درویش قادیان

امتحان کتاب "ختم نبوت کی حقیقت"

دینی انعامی سال ۱۳۵۵ ہش کے لئے "ختم نبوت کی حقیقت" صفحہ ۱ تا صفحہ ۲۲۰ مقرر ہے جس کا امتحان ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۶ء بروز اتوار منعقد ہونے کے اعلانات اخبار بدر میں ہو چکے ہیں مگر ابھی تک بہت کم جماعتوں نے امتحان میں شریک ہونے والوں کے ناموں سے اطلاع دی ہے۔ حالانکہ گذشتہ سال سینکڑوں کی تعداد میں افراد جماعت اس امتحان میں شریک ہوتے تھے لہذا تمام جماعتوں اور عہدیداران و مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر متوجہ ہو کر امیدواروں کے ناموں سے جلد تر دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا معاون و مددگار ہو آمین

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

حزب اللہ اور حزب الشیطان کا موازنہ۔ بقیہ اداریہ صفحہ ۳

تعالیٰ کسی کو اپنے نیک اور برگزیدہ بندے کو راجندر جی کا مثیل بنا کر بھیج دے تاکہ اس کی پاک صحبت کے نتیجہ میں حزب اللہ تیار ہو ایسی جماعت تیار ہو جو دنیا میں نیکی کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھتی ہو ہمارا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کو اپنی اس نعمت سے خالی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اپنے فضل اور رحمت کے نتیجہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اس منصب اور مرتبہ پر فائز کیا۔ اور آپ کے ذریعہ سے جو جماعت تیار ہوئی جو گذشتہ زمانہ کے حزب اللہ کی یاد تازہ کر رہی ہے۔ وہ محبت اور پریم کے ساتھ دنیا کے دلوں میں نیک تبدیلی کر کے انہیں اچھا شہری اور معاشرے کا اچھا اور قابلِ قدر فرد بنا دینے کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ خدا تعالیٰ اس جماعت کو اپنی خاص تائید اور مدد کے نتیجہ میں روز افزوں ترقی دے رہا ہے۔ نیکی میں اس کا دائرۂ عمل وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے اس لئے مبارک ہے وہ شخص جو حالات پر سنجیدگی سے غور کر کے حزب اللہ میں شامل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق

ولادت

مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۷۶ء کو مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب انصاری حیدرآباد کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے۔ نام نزہت جہاں بیگم تجویز کیا گیا ہے نومولودہ مکرم خواجہ عبدالواحد صاحب انصاری کی پوتی اور مکرم سیٹھ محمد احمد صاحب چنتہ کنٹہ کی نواسی ہے مکرم خواجہ عبدالواحد صاحب انصاری نے اس خوشی کے موقعہ پر اعانتِ بدر میں مبلغ ۱۵/ روپے اور شکرانہ فنڈ میں مبلغ ۱۰/ روپے ادا کئے ہیں جزاہم اللہ تعالیٰ

احباب جماعت سے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولودہ کے نیک خادمِ دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: فیض احمد گجراتی قادیان

درخواست دُعا

مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب کینیڈا کے داماد عزیزم اقبال احمد صاحب بی ایس سی انجینئر جو چند ماہ سے کینیڈا آئے ہوئے ہیں ان کو ابھی تک اچھی ملازمت نہیں مل سکی۔ جملہ احباب جماعت سے ان کی حصولِ ملازمت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: مرزا محمود احمد درویش قادیان

پینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات

(۱) پینگ اور گھاس سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
(۲) گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مختلف مناظر دنیا بھر کی مساجد اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
(۳) عید مبارک نئے کارڈ اور دیگر تصاویر

خط و کتابت کا پتہ:-

THE KERALA HORNS
EMPORIUM
T.C 35/1552 MANACAUD
TRIVANDRUM
PIN. 685005

PHONE NO. 2351
P.B. NO 128
CABLE "CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کی موٹر کار، موٹر سائیکل اور سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل کیجئے

آٹو ونگس

AUTOWINGS
32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T COLONY
MADRAS. 600004
Phone 76360

مالی چندہ جات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک جلسہ کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے پتہ لگتا ہے کہ یہ کام یعنی جماعت کی عظیم الشان ترقی کا کام آخر ہو کر رہے گا اور کسی روک کی وجہ سے چاہے وہ کتنی بڑی ہو اس سے یہ کام رُک نہیں سکتا۔ آپ کا الہام ہے۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی تیری امداد وہ لوگ کریں گے جن کی طرف ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ پس مجھے روپیہ کی فکر نہیں اللہ تعالیٰ خود ایسے آدمی لائے گا۔ جن کے دلوں میں الہاماً وہ یہ تحریک پیدا کر دے گا کہ جاؤ اور چندے دو۔ اس کے لئے مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت کا ایمان بڑھ جائے تو موجودہ چندوں سے چار گنا کیا اس سے بھی زیادہ چندہ دے سکتے ہیں۔ (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء)

پس احباب جماعت سے استدعا ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات کی تعمیل میں اپنی مالی ذمہ داریوں کا صحیح احساس کرتے ہوئے لازمی چندوں کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرمائیں اس لئے جملہ عہدیداروں اور احباب جماعت کو چاہیے کہ وہ اپنے ذمہ بقایا جات کی جلد ادائیگی کی طرف توجہ فرما کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بخشے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں

ایسے لوگ خدا کی نصرت اور اسکے پاک بندوں کی دعا حاصل نہیں کر سکتے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :-

"جس نے خدا کے لئے روپیہ خرچ نہ کیا یا قوم کے غرباء کی پرورش اور ان کی بہبودی کا خیال نہ رکھا اسے خدا اور اس کے ملائکہ کی نصرت اور اس کے پاک بندوں کی دعائیں کیسے حاصل ہو سکتی ہیں وہ ان تمام نعمتوں سے محروم رہے گا اور اپنے ہاتھوں اپنی تباہی مول لے گا۔"

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۶۳۰ و ۶۳۱)

احباب کرام اور عہدیداران جماعت یاد رکھیں کہ یہ خدائی فیصلہ ہے کہ اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب آکر رہے گا اور جو لوگ اس کی آبیاری کریں گے ان کے نام قیامت تک زندہ رہیں گے۔ پس میں آپ لوگوں کو ازراہ ہمدردی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ اپنا اور اپنی جماعت کے دوستوں کا جن لوگوں نے تحریک جدید میں وعدہ کیا ہے اور جن دوستوں کے ذمہ بقایا ہے اسکی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ چونکہ دفتر کی طرف سے جماعتوں کو یاد دہانی کروائی جا چکی ہے اور اب انسپکٹر وقف جدید کو تحویل مہینگی جماعتوں میں بھجوایا جا رہا ہے۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال نیز احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ انسپکٹر صاحب کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں۔

اپنے وعدوں کے مطابق ادائیگی فرمائیں۔ وقت پر رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے وقف جدید کے کاموں میں بڑی دقت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے فوری توجہ فرمائیں۔ اور موثر رنگ میں اعلیٰ اقدام کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دینے کی توفیق بخشے آمین

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

متوقع نسبتی بجٹ کے مقابل پر اکثر جماعتوں کی وصولی چندہ جلسہ سالانہ نسبتی لحاظ سے بہت کم ہوئی ہے اور متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ چندہ جلسہ سالانہ کی کثیر رقوم بقایا چلی آرہی ہیں جملہ جماعتوں کو نظارت ہذا کی طرف سے بقایا جات کی اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ پس مقامی عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ اسکی کمی کو پورا کریں۔ اور موجودہ سال کا چندہ جلسہ سالانہ دوسرے چندوں کے ساتھ وصول کر کے بھجواتے رہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

بہشتی مقبرہ کی زیبائش و آرائش اور آپ کا تعاون

قادیان میں مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آنے والے دوست بہشتی مقبرہ میں بھی تشریف لاتے اور زیارت کرتے ہیں۔ انتظامیہ کی طرف سے ایک سال کی محنت اور احباب جماعت کے پُر خلوص تعاون سے بہشتی مقبرہ کی آرائش و زیبائش کا کام خوش اسلوبی سے جاری ہے اور اس سے ہر آنے والے کو روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس قسم کا کام محض وقتی نہیں ہوتا۔ اس کے لئے لگاتار توجہ اور محنت کے ساتھ ساتھ احباب کرام کے مالی تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ ایسے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے ایک مد "زیبائش بہشتی مقبرہ" مشروط باآمد کی منظوری دے رکھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ احباب جماعت طوعی طور پر اس مد میں حسب توفیق چندہ دیں اور پھر اس آمد کے مطابق اس کے اخراجات چلائے جائیں۔ اب یہ احباب کا کام ہے کہ جسقدر اس مد میں زیادہ سے زیادہ رقم بھجوائی گئی۔ اسی قدر انتظامیہ کی طرف سے مقبرہ کی زیبائش اور آرائش کو مستقل بنیادوں پر قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ صاحب توفیق مخلص احباب کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس مقبرہ کی قدر و منزلت کے مطابق اس مد میں زیادہ سے زیادہ عطیات بھیج کر ممنون فرمائیں۔ تا دفتر ہذا اس کام کو زیادہ خوش اسلوبی سے جاری رکھ سکے و باللہ التوفیق

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار بدر خرید کر پڑھے۔ مینیجر

تحریک جدید کے ذریعہ غلبہ اسلام علی الادیان

قرآن مجید کی رُو سے اسلام کا عالمگیر غلبہ حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود مسعود کے ساتھ وابستہ ہے اور انبیاء سابقین علیہم السلام اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے امت مسلمہ سب نے یہ بشارات دیں کہ موعودِ اقوام عالم حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تمام طاغوتی طاقتیں شکست کھائیں گی اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اسی غرض کے پیشِ نظر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ تحریک جدید جیسی الٰہی تحریک کا اجراء ہوا۔ آپؓ فرماتے ہیں:-

"تحریک جدید کا کام نہ چند سال کا ہے اور نہ چند افراد کا بلکہ دراصل احمدیت کے قیام کی جو غرض تھی یعنی غلبہ اسلام علی الادیان اس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ کام جاری کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جس غرض کے لئے احمدیت قائم کی گئی ہے اور جس غرض کے لئے کوئی احمدیت میں داخل ہوتا ہے اس کے متعلق وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کام دوسرے مردوں کا ہے میرا نہیں اب جبکہ میں نے حقیقت کو کھول دیا ہے۔ آئندہ یہ سوال نہیں ہوگا کہ کون چندہ دیتا ہے اور کون نہیں بلکہ اس دفعہ سے ہر شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے سمجھیں گے ہوا کہ ہر شخص جو احمدیت سے دلچسپی رکھتا ہے خواہ وہ کتنا ہی غریب ہو اس پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے۔"

اللہ تعالیٰ احباب کو اس میں ... کہ جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

وکیل المال تحریک جدید قادیان